”معاملہ بالمثل“(بدلے کی سزا دینا)کاشرعی حکم

(اس دور میں بہت سے جہلاء جوکہ علم دین اور فہم دین کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں وہ مجاہدین کی جانب سے کفار ومرتدین کے سر کاٹنے یا پھر ان کی لاشوں کو سڑکوں پر گھسیٹنے یا پھر ان کا بعض جگہ مثلہ کرنے پر پروپگینڈہ کرتے ہیں کہ اسلام میں یہ تمام افعال کسی صورت بھی جائز نہیں چاہیے کافروں نے مسلمانوں کے ساتھ کیوں نہ یہ افعال کئے ہوں! چناچہ اس معاملے میں صحابہ کرام،مفسرین اور سلف و صالحین کا کیا موقف ہے ہے آج کے جدید دانشوروں اور بھیک منگے فقہاء کے مقابلے میں ۔ انشاء اللہ اس تحریر سے جوکہ ایک کتاب "عزت اور زلت کا معیار" سے لی گئی ہے، اس موضوع کو سمجھنے میں آسانی ہوجائے گی)

وہ حالتیں(جن کا اوپر ذکر گزر چکا) کہ جن میں کفار کے بے گناہ لوگوں کو جان بوجھ کر قتل کرنا جائز ہوتا ہے،اگر ان میں سے کوئی وجہ بھی نہ پائی جاتی ہوپھربھی مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ کفارکے ساتھ بھی وہی سلوک کریں جیساانہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا۔ لہٰذا اگر کفار مسلمانوں کی عورتوں، بچوں اور

بوڑھوں کو قتل کرتے ہیں اور مسلمانوں کی املاک کو نقصان پہنچاتے ہیں تو اس حالت میں جائز ہے کہ کفارکے ساتھ بھی یہی کام کیا جائے۔مفسرین کے نزدیک متفقہ طور پر قرآن کریم میں تین مقامات اس بات کی دلیل ہیں:

(فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُم) (البقرة:۱۹۴)

”جو تم پر زیادتی کرے سو تم بھی اس پر اسی قدر زیادتی کرو جس قدر اس نے تم پر زیادتی کی ہو“۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ:

(وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَہُمُ الْبَغْیُ ہُمْ يَنْتَصِرُونَ(۳۹)وَجَزَاءُ سَیِّءَةٍ سَیِّءَةٌ مِثْلُہَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُہُ عَلَى اللَّہِ إِنَّہُ لا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ(۴۰)وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِہِ فَأُولَءِکَ مَا عَلَيْہِمْ مِنْ سَبِيلٍ(۴۱)إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِی الأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَءِکَ لَہُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ(۴۲)وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الأُمُورِ(۴۳))
(الشوری)

”اور جب ان پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ بدلہ لے لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پھر جو کوئی معاف کردے اور صلح کرلے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے وہ ظالموں کو کبھی پسند نہیں کرتا۔ اور جو شخص ظلم ہونے کے بعد بدلہ لے لے تو اس پر کوئی الزام نہیں۔ الزام تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے

اور زمین میں ناحق زیادتی کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لیے المناک عذاب ہے۔ اور جو شخص صبر کرے اور معاف کردے تو یہ بڑی ہمت کاکام ہے“۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

(وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَءِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ (١٢٦)وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلا بِاللَّهِ وَلا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ(١٢٧)إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ(١٢٨)) (النحل)

"اور اگر تمہیں بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی اور اگر برداشت کرجاؤ تو صبر کرنے والوں کے لیے یہی بات بہتر ہے۔ آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر اللہ (ہی کی توفیق)سے ہے اور ان لوگوں کے متعلق غمناک نہ ہوں اور نہ ہی ان کی چال بازیوں پر تنگی محسوس کریں۔ بلاشبہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں جو اچھے کام کرتے ہیں“۔

یہ آیتیں ہر چیز کے لیے عام ہیں اور ان کے نزول کے اسباب انہیں(کسی خاص کے لیے)مخصوص نہیں کرتے۔ شرعی قاعدہ کہتا ہے کہ

”العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب “

”(کسی بھی آیت یا حدیث کے)سبب نزول سے نہیں بلکہ عمومی الفاظ سے عبرت لی جاتی ہے “

چناچہ آیت
(وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ) (النحل: ١٢٦)
” اور اگر تمہیں بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی“۔

یہ آیت مثلہ کرنے(یعنی لاش کاناک، کان،اعضا وغیرہ کاٹنا)کے بارے میں نازل ہوئی ۔الترمذی نے اپنی سنن میں صحیح سند کے ساتھ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
:
((لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أُصِيبَ مِنْ الْأَنْصَارِ أَرْبَعَةٌ وَسِتُّونَ رَجُلًا وَمِنْ الْمُهَاجِرِينَ سِتَّةٌ فِيهِمْ حَمْزَةُ فَمَثَّلُوا بِهِمْ فَقَالَتْ الْأَنْصَارُ لَءِنْ أَصَبْنَا مِنْهُمْ يَوْمًا مِثْلَ هَذَا لَنُرْبِيَنَّ عَلَيْهِمْ قَالَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى(وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَءِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ)فَقَالَ رَجُلٌ لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفُّوا عَنْ الْقَوْمِ إِلَّا أَرْبَعَةً))
(سنن ترمذی،ج١٠،ص٤٠٢،رقم الحدیث:٣٠٥٤

" اُحد کے دن انصار کے چونسٹھ آدمی کام آئے اور مہاجرین کے چھ، جن میں حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے ، تو کفارنے مسلمان شہداء کا مثلہ کیا۔ تو انصار نے کہا کہ اگر کسی دن ہم نے اُن (کفار)کے لوگوں کو اسی طرح نشانہ بنایا تو ہم اُن کا اس سے زیادہ مثلہ کریں گے ۔ تو جب فتح مکہ کا دن تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:" اور اگر تمہیں بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی اور اگر برداشت کرجاؤ تو صبر کرنے والوں کے لیے یہی بات بہتر ہے"۔(النحل:١٢٦)تو ایک آدمی نے کہا کہ آج کے بعد قریش کا نام ونشان نہ رہے گا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:"ماسوائے چار افراد کے قوم(کے قتل)سے بازرہو"۔

ابن ہشام نے سیرت میں روایت نقل کی ہے کہ

" جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھا یعنی اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے مُثلے کا۔ توفرمایا:"اگر صفیہ کے غم اور میرے بعد یہ کام سنت بن جانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں اُسے (اپنے چچاحمزہ رضی اللہ عنہ)کو اسی طرح چھوڑدیتا تاکہ وہ وحشی جانوروں کے پیٹوں اور پرندوں کے پوٹوں میں ہوتے اور اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے کبھی کسی موقع پر قریش پر غلبہ عطاکیا تو میں اُن کے تیس آدمیوں کا مُثلہ ضرور کروں گا"۔تو جب مسلمانوں

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم اور آپ کے اپنے چچا کے ساتھ یہ کام کرنے والے پر غصے کو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی کسی دن اُن (کفار قریش)پر غلبہ عطاکیا تو ہم ان(کی لاشوں)کا ایسا مثلہ کریں گے کہ جیساکسی عربی نے نہ کیا ہوگا“۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے ایسے شخص نے ابن عباس سے روایت کیا کہ جسے میں جھوٹا نہیں کہتا
” بلاشبہ اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس قول پر یہ آیت نازل کی۔(وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَءِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ()وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ إِلا بِاللَّهِ وَلا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلا تَکُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْکُرُونَ ())(النحل:۱۲۶،۱۲۷)”اور اگر تمہیں بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی اور اگر برداشت کرجاؤ تو صبر کرنے والوں کے لیے یہی بات بہتر ہے۔ آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر اللہ (ہی کی توفیق)سے ہے اور ان لوگوں کے متعلق غمناک نہ ہوں اور نہ ان کی چال بازیوں پر تنگی محسوس کریں“۔سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کفار کو)معاف کردیا اور مثلہ کرنے سے منع کردیا“۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ:

((لما كان يوم أحد وانصرف المشركونن ، فرأى المسلمون بإخوانهم مثلة سيءة جعلوا يقطعون آذانهم وآنافهم ويشقون بطونهم ، فقال أصحاب رسول الله ﷺ:لئن أنالنا اللّٰه منهم لنفعلن فأنزل اللّٰه (وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَءِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ) فقال رسول الله ﷺ،بل نصبر))
(مصنف ابن ابی شیبہ،ج۸،ص۴۴۵
”

جب اُحد کا دن تھا اور مشرک واپس چلے گئے اور مسلمانوں نے دیکھا کہ (کفار)نے ان کے (شہید ہونے والے)بھائیوں کی (لاشوں کی)بڑی بے حرمتی اس طرح کی کہ اُن کے کان ، ناک کاٹے اور پیٹ چاک کیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا کہ اگر اللہ نے ہمیں اُن(کفار)پر غلبہ عطاکیا تو ہم بھی ضرورایسا کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:”اور اگر تمہیں بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی اور اگر برداشت کرجاؤ تو صبر کرنے والوں کے لیے یہی بات بہتر ہے“۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :”بلکہ ہم صبرکریں گے“۔

لہٰذا مُثلہ سے منع کیا گیا اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے حرام ہے ۔ جیساکہ بخاری میں عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
:

((عَنْ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَی عَنْ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ))
(صحیح البخاری،ج۱۷،ص۱۹۲،رقم الحدیث:۵۰۹۲)

" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ کھسوٹ اور مُثلہ سے منع کیا"۔

امام ابن حجررحمہ اللہ نے فرمایا؛
"المثلۃ: تشویہ خلقۃ القتیل،کجدع أطرافہ ، وجب مذاکرہ ونحو ذلک"۔
(الفتح۱۲۰'۵)

" المثلۃ۔ مقتول کی شکل وصورت کو بگاڑنا ہے ۔ جیسے اس کے اعضاء کاکاٹنا اور اس کے عضوتناسل کا کاٹنا وغیرہ"۔

اور صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکروں اور دستوں کے کمانڈروں کو یہ کہہ کر نصرت کرتے کہ

((اغْزُوا بِاسْمِ اللَّهِ فِی سَبِيلِ اللَّهِ قَاتِلُوا مَنْ کَفَرَ بِاللَّهِ اغْزُوا وَلَا تَغُلُّوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تَمْثُلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا)) (صحیح مسلم،ج۹،ص۱۵۰،رقم الحدیث:۲۱)

”اللہ کی راہ میں اللہ کے نام کے ساتھ حملہ کرو۔ ان لوگوں سے لڑو کہ جو اللہ کا انکار کرتے ہیں حملہ کرو اور غلو نہ کرو، اور نہ غداری کرو، اور نہ مثلہ کرو اور نہ بچے کو قتل کرو“۔

لیکن مفسرین کے نزدیک اگر دشمن مسلمانوں کے مقتولوں کا مثلہ کریں تو مسلمانوں کے لیے جائز ہوجاتا ہے کہ وہ دشمن کے مقتولوں کا مثلہ کریں اور اس صورت میں اس کی حرمت ختم ہوجاتی ہے۔جبکہ مُثلہ نہ کرنا اور صبر کرنا مسلمانوں کے لیے بہتر ہے۔ رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ پر مُثلہ نہ کرنا اور صبر کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کرنے کا حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

(وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ إِلا بِاللَّہ) (النحل:١٢٦)
”آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر اللہ (ہی کی توفیق)سے ہے“۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے صبر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایاکہ:

(وَلَءِنْ صَبَرْتُمْ)
”اور اگر برداشت کرجاؤ“۔

قصاص بالمثل ہی ہوتا ہے:

معاملہ بالمثل کے حوالے سے آیات صرف قصاص کے بارے میں ہی" مثل بالمثل" کے قاعدے کو منحصر نہیں کرتیں بلکہ یہ مسلمان یا ذمّی یا بامعاہدہ شخص یا جنگجو سب کے لیے عام ہیں، مگر کچھ ضابطوں اور اصولوں کے ساتھ کہ جو دوسری دلیلوں سے لیے گئے ہیں ۔

امام القرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا :

" قولہ تعالی(فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ) وقولہ تعالی(وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ) قالوا وہذا عموم فی جمیع الأشیاء کلہا وعضدوا ہذا بأن النبیﷺ((حبس القصعة المکسورة فی بیت التی کسرتہا ودفع الصحیحة وقال إناء بإناء وطعام بطعام))(أخرجہ أبو داود) ثم قال ... لا خلاف بین العلماء أن ہذہ الآیة أصل فی المماثلة فی القصاص فمن قتل بشیء قتل بمثل ما قتل بہ وہو قول الجمہور۔۔۔ بذلک لعموم الآیة " (تفسیر القرطبی:۲'۳۵۷)

"اللہ تعالیٰ کا فرمان:(وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ)" اور اگر تمہیں بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی

ہوئی“۔اور اس فرمان کہ:(فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ)(البقرۃ:۱۹۴)”لہٰذا اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرسکتے ہو جتنی اس نے تم پر کی ہے“۔(علماء نے)کہا کہ یہ تمام چیزوں کے لیے عام ہیں اور انہوں نے اسے اس دلیل کے ساتھ تقویت دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پیالے کو گھر میں رکھ لیا کہ جو(عائشہ؟)نے توڑا تھا اور اس کے بدلے میں صحیح سالم بھیجا اور فرمایاکہ” برتن کے بدلے برتن اورکھانے کے بدلے کھانا “۔اسے ابوداؤد نے بیان کیا۔(پھر کہا کہ)علماء کے درمیان اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ یہ آیت قصاص میں” مِثل بالمثل “کی بنیاد ہے۔ لہٰذا جو کوئی جس چیز کے ساتھ قتل کرے گا اُسے اسی چیز کے ساتھ قتل کیا جائے گا اور یہ جمہور کا قول ہے ۔۔۔ آیت کی ”عمومیت “سے استدلال کرتے ہوئے“۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے خود سے کیے گئے ایک سوال کے جواب میں اس آیت کی” عمومیت“ کے تقاضے کے مطابق فتوی دیا۔ لہٰذا آپ نے فرمایا:

”وَسُئِلَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ عَنْ رَجُلٍ أُخِذَ مَالُهُ ظُلْمًا بِغَيْرِ حَقٍّ وَانْتُهِكَ عِرْضُهُ أَوْ نِيلَ مِنْهُ فِي بَدَنِهِ فَلَمْ يَقْتَصَّ فِي الدُّنْيَا وَعَلِمَ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى . فَهَلْ يَكُونُ عَفْوُهُ عَنْ ظَالِمِهِ مُسْقِطًا عِنْدَ اللَّهِ ؟ أَمْ نَقْصًا لَهُ ؟ أَمْ لَا يَكُونُ

؟ أَوْ يَكُونُ أَجْرُهُ بَاقِيًا كَامِلًا مُوَفَّرًا ؟ وَأَيُّمَا أَوْلَى مُطَالَبَةُ ہٰذَا الظَّالِمِ وَالِانْتِقَامُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ وَتَعْذِيبُ اللَّهِ لَهُ . أَوْ الْعَفْوُ عَنْهُ وَقَبُولُ الْحَوَالَةِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى ؟الْجَوَابُ فَأَجَابَ : لَا يَكُونُ الْعَفْوُ عَنْ الظَّالِمِ وَلَا قَلِيلُهُ مُسْقِطًا لِأَجْرِ الْمَظْلُومِ عِنْدَ اللَّهِ وَلَا مُنْقِصًا لَهُ ؛ بَلْ الْعَفْوُ عَنْ الظَّالِمِ يُصَيِّرُ أَجْرَهُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى ؛ فَإِنَّهُ إذَا لَمْ يَعْفُ كَانَ حَقُّهُ عَلَى الظَّالِمِ فَلَهُ أَنْ يَقْتَصَّ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ وَإِذَا عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ . وَأَجْرُهُ الَّذِي ہُوَ عَلَى اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى . قَالَ تَعَالَى : وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ)۔فَقَدْ أَخْبَرَ أَنَّ جَزَاءَ السَّيِّئَةِ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا بِلَا عُدْوَانٍ وَہٰذَا ہُوَ الْقِصَاصُ فِي الدِّمَاءِ وَالْأَمْوَالِ وَالْأَعْرَاضِ وَنَحْوِ ذٰلِک۔ثُمَّ قَالَ:(فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى ا[?])"

(مجموع الفتاویٰ،ج۷ص۴۱۷)

"اُس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جس کا مال ناحق ظلم کرتے ہوئے چھینا گیا اور اس کی عزت کی پامالی کی گئی یا اس کے جسم کوکوئی نقصان پہنچایا گیا تو اُس نے یہ جانتے ہوئے کہ جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے دنیا میں بدلہ نہ لیا۔ تو کیا اس کا اپنے ظالم کو معاف کرنے سے اللہ کے ہاں اس کے اجر کو ختم یا کم کردے گا یا نہیں کرے گا، یا پھر اس کا مکمل اور پورا اجر رہے گا۔ اور کیا چیز اس کے لیے بہتر ہوگی اس ظالم سے قیامت کے دن انتقام لینا اور اس کے لیے اللہ

کے عذاب کا مطالبہ یا اسے معاف کرنا اور اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کو قبول کرنا؟ تو آپ نے جواب دیا:ظالم کو معاف کرنے خواہ اس کا حق تھوڑا ہی ہو ، اللہ تعالیٰ کے ہاں مظلوم کا اجر ختم نہیں ہوتا اور نہ کم ہوتا ہے بلکہ ظالم کو معاف کرنے سے اُس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوجاتا ہے کیونکہ اگر وہ اپنے حق کو معاف نہیں کرتا تو اس صورت میں اس کا حق ظالم پر ہوتا ہے کہ اس سے اپنے اوپر کے گیے ظلم کے برابر بدلہ لے۔ اور اگر اس نے معاف کیا اور صلح کی تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا جواجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے ۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :"اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پھر جو کوئی معاف کردے اور صلح کرلے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے وہ ظالموں کو قطعاً پسند نہیں
کرتا"(الشوری:۴۰)۔تو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ برائی کا بدلہ اسی کی مانند برائی بغیر زیادتی کے ہے اور یہ خون اور اموال اور عزتوں وغیرہ کے قصاص میں ہے۔ پھر فرمایا:"پھر جو کوئی معاف کردے اور صلح کرلے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے وہ ظالموں کو قطعاً پسند نہیں کرتا"۔

شیخ الاسلامرحمہ اللہ نے مزید فرمایا:

"وَقَدْ قَالَ تَعَالَی:(وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَءِنْ صَبَرْتُمْ

لَہُوَ خَیْرٌ لِلصَّابِرِینَ) وَأَبَاحَ لَہُمْ سُبْحَانَہُ وَتَعَالَی إذَا عَاقَبُوا الظَّالِمَ أَنْ یُعَاقِبُوہُ بِمِثْلِ مَا عَاقَبَ بِہِ ثُمَّ قَالَ:(وَلَءِنْ صَبَرْتُمْ لَہُوَ خَیْرٌ لِلصَّابِرِینَ) فَعُلِمَ أَنَّ الصَّبْرَ عَنْ عُقُوبَتِہِ بِالْمِثْلِ خَیْرٌ مِنْ عُقُوبَتِہِ . فَکَیْفَ یَکُونُ مُسْقِطًا لِلْأَجْرِ أَوْ مُنْقِصًا لَہُ؟ "أہ مختصراً ." (مجموع الفتاویٰ،ج۷ص۲۱۷)

"پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:" اور اگر تمہیں بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی"اور اللہ تعالیٰ نے ان(مسلمانوں)کے لیے یہ چیز مباح کی کہ وہ جب ظالم کو سزا دیں تو اسے اس کی سزا کے برابر سزادیں ۔ پھر فرمایا:"اور اگر برداشت کرجاؤ تو صبر کرنے والوں کے لیے یہی بات بہتر ہے"تو پتہ چلا کہ اسے بالمثل سزادینے سے صبر کرنا اس کی سزا سے بہتر ہے۔کیونکہ یہ چیز اس کے اجر کو ختم یا کم کرسکتی ہے"۔

یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "بدلے کی سزا"لینے کو عین شریعت قرار دے رہے ہیں اور صبر کرنے کو ایک اختیاری صورت قرار دیتے ہوئے اس کو اپنانے کو اجر کی زیادتی کا باعث قرار دے رہے ہیں اور دوسرا نکتہ یہ کہ جب کسی زیادتی کرنے والے مسلمان سے قصاص میں برابر (بالمثل)بدلہ لینا جائز ہے تو پھر جنگجو (کافر)کی زیادتی میں بدلہ لینا کیوں جائز نہ ہوگا؟

اسی طرح امام النوویرحمہ اللہ نے لکھا:

”فصل إذا قتل بالسيف لم يقتص منه إلا بالسيف لقوله تعالى (فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ)ولأن السيف أرجى الآلات فإذا قتل به واقتص بغيره أخذ فوق حقه لأن حقه فى القتل ، وقد قتل وعذب فإن أحرقه أو غرقه أو رماه بحجر أو رماه من شاہق أو ضربه بخشب أو حبسه ومنعه الطعام والشراب فمات فللولى أن يقتص بذلک لقوله تعالى (وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ) ولما روى البراء رضى الله عنه أن النبى ﷺ قال: ((من حرق حرقناه ومن غرق غرقناه))

(السنن الكبرى للبيهقى ۸٬۴۳۔تفسير النيسا پورى۴۱۳/۱۔تفسير الرازى٦٢/٣)

ولأن القصاص موضوع على المماثلة والمماثلة ممكنة بہذه الأسباب فجاز أن يستوفى بہا القصاص وله أن يقتص منه بالسيف لأنه قد وجب له القتل والتعذيب فإذا عدل إلى السيف فقد ترک بعض حقه فجاز “۔

(”المہذب“۱۸٦ ٬۲)

” فصل:جب کوئی تلوار سے قتل کرے تو اس سے صرف تلوار کے ساتھ ہی بدلہ لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ:”لہٰذا اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرسکتے ہو جتنی اس نے تم پر کی ہے“۔(البقرة:۱۹۴)چونکہ

تلوار قتل کرنے کے آلات میں سے تیز ترین آلہ ہے سو اگر اُس نے اس کے ساتھ قتل کیا مگر اس سے قصاص اس کے علاوہ کسی اور چیز کے ذریعے لیا گیا تو اس سے اس کے حق سے زیادہ لیا گیا کیونکہ اس کے قتل میں تلوار کا حق ہے۔ہوسکتا ہے کہ اس نے (مقتول)کو اذیتیں دے کر قتل کیا ہو تو اگر اُس نے اُسے جلایا ہویا پانی میں غرق کیا ہو یا پتھر سے مارا ہو یا اُسے بلند جگہ سے گرایایا اسے لکڑی سے مارا ہو یا اسے حبس میں رکھا ہو اور اس سے کھانا اور پانی وغیرہ روکا ہو حتی کہ مرگیا تو اس صورت میں وارث کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اس(قاتل سے) سے اسی طریقے سے بدلہ لے ۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے:"ور اگر تمہیں بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی"اوراس حدیث کی وجہ سے کہ جو البراء رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے جلایا ہم اسے جلائیں گے اور جس نے غرق کیا ہم اسے غرق کریں گے"

(السنن الکبری للبیھقی ۸٫۴۳۔تفسیر النیسا پوری۱/۴۱۳۔تفسیر الرازی۳/٦۲)

اس لیے بھی کہ قصاص کی بنیاد مماثلت پر ہے اور مماثلت میں یہ اسباب بھی ممکن ہیں لہٰذا انہی اسباب کے ساتھ قصاص کا پورا کرنا جائز ہے مگر اس کے لیے تلوار کے ساتھ بدلہ لینا بھی جائز ہے کیونکہ اس (قاتل)پر تو قتل واذّیت دینا ثابت ہوچکا ہے لہٰذا اگر

وہ (مقتول کا وارث)تلوار کے ذریعے بدلہ لینے کو اختیار کرتے ہوئے اپنے بعض حقوق سے دستبردار ہوتا ہے(یعنی قاتل کو اسی طرح قتل نہیں کرتا کہ جس طرح مقتول کو قتل کیا گیا) تو یہ اُس کے لیے جائز ہے"۔

امام الشوکانی رحمہ اللہ نے کہا کہ:

"قَوْلہ تَعَالَی(وَجَزَاءُ سَيِّءَةٍ سَيِّءَةٌ مِثْلُهَا) وقَوْلہ تَعَالَی(وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ)وقَوْلہ تَعَالَی(وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ)وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْأَدِلَّةَ الْقَاضِيَةَ بِتَحْرِيمِ مَالِ الْآدَمِيِّ وَدَمِهِ وَعِرْضِهِ عُمُومُهَا مُخَصَّصٌ بِهَذِهِ الثَّلَاثِ الْآيَاتِ "
(نیل الأوطار،ج۹ص۷۲)

" اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ"اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے"اور اس کا یہ فرمان کہ"اور اگر تمہیں بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی اور اس کا یہ فرمان کہ"لہٰذا اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرسکتے ہو جتنی اس نے تم پر کی ہے"۔ان سے پتہ چلتا ہے کہ آدمی کے خون، مال اور اس کی عزت کی حرمت پر دلالت کرنے والی دلیلوں کی عمومیت کو یہ تین آیتیں مخصوص کرتیں ہیں(یعنی یہ کہ قصاص کی صورت میں آدمی کی عزت ومال وخون کی حرمت ان تین آیات کی وجہ سے

باقی نہیں رہتی)"۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں:

" وَقَوْلُہُ :(فَاعْتَدُوا عَلَيْہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ) وَقَوْلُہُ : (وَجَزَاءُ سَيِّءَةٍ سَيِّءَةٌ مِثْلُهَا) وَقَوْلُہُ : (وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِہِ) يَقْتَضِي جَوَازَ ذَلِکَ ، وَقَدْ صَرَّحَ الْفُقَہاءُ بِجَوَازِ إحْرَاقِ زُرُوعِ الْكُفَّارِ وَقَطْعِ أَشْجَارِہِمْ إذَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ذَلِکَ بِنَا "
(اعلام الموقعین،ج۱ص۴۴۷)

" اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ"لہٰذا اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرسکتے ہو جتنی اس نے تم پر کی ہے"۔اور اس کا یہ فرمان کہ"اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے"۔اور اس کا یہ فرمان کہ"اور اگر تمہیں بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی"۔اس(یعنی جانوں عزتوں اور مالوں کے سلسلے میں بالمثل سزا)کا تقاضا کرتا ہے اور فقہا ء کفار کی کھیتیوں کو جلانے اور ان کے درختوں کو کاٹنے کے جوازکی صراحت کرچکے ہیں کہ اگر وہ ہمارے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں"۔

اہل علم سے نقل شدہ ان دلائل اور اس بیان کے بعد کہ بالمثل سزا

جوکہ قرآنی آیات میں وارد ہوئی ہے یہ اُس مثلہ کے ساتھ مخصوص نہیں کہ جو ان آیات میں سے کسی ایک کے نزول کا سبب تھا، بلکہ یہ قصاص، حدود(اسلامی)اور کفار اور مسلمانوں کے ظالم، فاسق لوگوں کے ساتھ معاملات کے لیے عام ہیں۔ سو اگر کسی مسلمان سے اس کے جرم کے مانند قصاص لینا جائز ہے تو پھر جنگجو کافر کے ساتھ اسی قسم کا برتاؤ کرنازیادہ مناسب اور جائز ہے کہ جس طرح کا اس نے مسلمانوں کے ساتھ کیا۔

معاملہ بالمثل میں بعض حرام کردہ چیزیں بھی حلال ہوجاتی ہیں:

چناچہ جب بات" معاملہ بالمثل"کی ہویعنی بدلے کی سزا دینے کی،تو پھر شریعت میں بعض حرام کردہ چیزی بھی حلال ہوجاتی ہیں جس کی صراحت سلف و صالحین اپنے فتاویٰ میں کردی ہے۔چند وہ حرام چیزیں جوکہ حلال ہوجاتی ہیں معاملہ بالمثل "بدلے کی سزا"میں۔

(۱)حرمت کے مہینوں میں لڑنے کی ممانعت ختم ہوجاتی ہے :

(اَلشَّہْرُ الْحَرَامُ بِالشَّہْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصفَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰہَ مَعَ

الْمُتَّقِیْنَ) (البقرۃ:۱۹۴)

امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں :

”وروی عن الحسن أن المشرکین قالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم:أنہیت یا محمد عن القتال فی الشہر الحرام ؟ قال:(نعم)فأرادوا قتالہ، فنزلت الایۃ.المعنی:إن استحلوا ذلک فیہ فقاتلہم“ (تفسیر القرطبی،ج۲،ص۳۵۴)

”اور الحسن سے مروی ہے کہ مشرکین نے رسول ﷺ سے پوچھا”کیا آپ ﷺ پر حرمت کے مہینو ں میں لڑنا حرام ہے؟“تو رسول ﷺ نے جواب دیا ”ہاں“تو مشرکین نے ان کے خلاف ان مہینوں میں لڑنے کی تیا ری شروع کردی تو اللہ نے یہ آیتیں اتاریں اور ان (آیتوں)کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ اس کو جائز کرلیں (یعنی حرمت کے مہینوں میں لڑنا)تو تم بھی اس میں ان سے لڑو۔“

(۲)مسجدحرام میں لڑنے کی ممانعت ختم ہوجاتی ہے:

اللہ تعالیٰ مسجدحرام کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا) (آل عمران:٩٧)

”اس میں جو داخل ہوجائے اس کو امن مل جاتا ہے“

لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا:

(وَلاَ تُقٰتِلُوْہُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْکُمْ فِیْہِ فَاِنْ قٰتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْہُمْ کَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنِ) (البقرة:١٩١)

حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ درجِ بالا آیت کے متعلق اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”یقول تعالی: لا تقاتلوہم عند المسجد الحرام إلا أن یَبْدَؤوکم بالقتال فیہ، فلکم حینئذ قتالہم وقتلہم دفعا للصیال“ (تفسیرابن کثیر،ج١،ص٥٢٥)

”(اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب ہے کہ):”اور کفار کے خلاف مسجدحرام میں لڑائی کا آغاز نہ کر و جب تک وہ تم سے نہ لڑیں (اور اگر وہ تم سے لڑیں)تو تمہیں حق ہے کہ تم ان سے لڑو۔“

اسی طرح اس آیت پر امام طبر ی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”لأنی قد جعلتُ الحُرمات قصاصًا، فمن استحلّ منکم أیہا المؤمنون من المشرکین حُرْمَۃً فی حَرَمی، فاستحلوا منہ مثلہ فیہ“۔ (تفسیر الطبری،ج۳،ص۵۸۱)

”(اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب ہے کہ)اس لئے کہ میں نے حرام چیزوں کو جائز کیا ہے قصاص میں ۔تو جس چیز کو مشرکین حلال کردیں ۔۔۔جیسے اے ایمان والو! میرے گھر (مسجد الحرام)کی حرمت کو،تو تم بھی اسی طرح حلال کرلو“ ۔

(۳)مثلہ کرنے کی ممانعت ختم ہوجاتی ہے:

مُثلہ کرنا حرام ہے مگر ”بدلے کی سزادینے“ کی حالت میں یہ حرمت ختم ہوجاتی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے دشمن کے ساتھ ہر چیز میں اسی طرح کا معاملہ کریں جس طرح کامعاملہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا ہو۔لہذاامام ابن مفلح رحمہ اللہ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہرحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”إن المثلة حق لهم ، فلهم فعلها للاستيفاء وأخذ الثأر ، ولهم تركها ، والصبر أفضل ، وهذا حيث لا يكون فى التمثيل بهم زيادة فى الجهاد ، ولا يكون نكالا لهم عن نظيرها ، فأما إذا كان فى التمثيل الشائع دعاءً لهم إلى الإيمان أو زجراً لهم عن العدوان ، فإنه هنا من باب إقامة الحدود والجهاد المشروع “ (الفروع ٦'٢١٨۔ كتاب الاختيارات٥'٥١٢)

”بلاشبہ مُثلہ کرنا اُن (مسلمانوں)کا حق ہے ۔ لہٰذا انہیں پورا بدلہ لینے اور انتقام لینے کے لیے اس کام کاحق حاصل ہے اور انہیں اسے نہ کرنے کا بھی اختیار ہے ،جبکہ صبر کرنا زیادہ بہتر ہے ۔ اور یہ بھی(صبر کرنا)اس صورت میں ہے کہ جب ان کا مُثلہ کرنا نہ جہاد میں اضافے کا باعث ہو اور نہ ہی ان کے لیے ایسا کرنے میں سبق ہو۔لیکن اگر تمثیل عام(عام مُثلہ کرنا) انہیں(کفار کو)ایمان کی طرف دعوت اور انہیں زیادتی وسرکشی سے روکنے کا سبب ہو تو یہاں اس صورت میں یہ کام حدود(اسلامی)کے اور شرعی جہاد کے قیام کے باب میں شمار ہوگا“۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب حاشیہ میں فرمایا:

”وقد أباح الله تعالى للمسلمين أن يمثلوا بالكفار إذا مثلوا بهم وإن كانت المثلة منهيا عنها فقال تعالى (وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ

بِہِ)وہذا دلیل علی جدع الأنف وقطع الأذن وبقر البطن ونحو ذلک ہی عقوبۃ بالمثل لیست بعدوان والمثل ہو العدل “
(ابن القیم ۔ حاشیہ ۱۸۰’ ۱۲)

”اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے اس چیز کو مباح قراردیا ہے کہ وہ کفار کا مثلہ کریں اگر انہوں نے ان (مسلمانوں)کا مثلہ کیا ہوورنہ مثلہ کرنے سے منع کیا گیا ہے ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:”اور اگر تمہیں بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی“۔یہ (آیت)ناک، کان کاٹنے اور پیٹ چاک کرنے اور اسی طرح کی دوسری سزا بالمثل (بدلے کی سزا)کی دلیل ہے ۔چہ جائے کہ اس چیز پر دلالت کرتی ہوکہ یہ ظلم وزیادتی ہے کیونکہ یہاں پر المثل ہی” عدل“ ہے“۔

امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ مزیدفرماتے ہیں

”فَأَمَّا التَّمْثِيلُ فِي الْقَتْلِ فَلَا يَجُوزُ إلَّا عَلَى وَجْهِ الْقِصَاصِ وَقَدْقَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَا خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً إلَّا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ وَنَہَانَا عَنْ الْمُثْلَةِ حَتَّى الْكُفَّارُ إذَا قَتَلْنَاہُمْ فَإِنَّا لَا نُمَثِّلُ بِہِمْ بَعْدَ الْقَتْلِ وَلَا نَجْدَعُ آذَانَہُمْ وَأُنُوفَہُمْ وَلَا نَبْقُرُ بُطُونَہُمْ إلَّا إنْ يَكُونُوا فَعَلُوا ذَلِکَ بِنَا فَنَفْعَلُ بِہِمْ مِثْلَ مَا فَعَلُوا “
(مجموع الفتاویٰ،ج۶،ص۳۸۴،باب المحاربون اخذو المال)

”جہاں تک مثلہ کاتعلق ہے تو یہ حرام ہے جب تک کہ بدلے میں نہ کیا جائے اور جیسے عمران ابن حصین سے مروی ہے ” رسول اللہ ﷺ نے کبھی ہمیں کوئی خطبہ نہیں دیامگر یہ کہ اس میں جب انہوں نے ہمیں حکم نہ دیا ہو سچائی کا،مثلہ کی ممانعت کا “اور کفار کو بھی جب ہم ان سے لڑیں ان کا مثلہ نہیں کیا جاسکتا ، نہ ہی ان کے کا ن کاٹے جاسکتے ہیں ،نہ ان کی انتڑیاں نکالی جاسکتی ہیں، الا یہ کہ وہ ہمارے ساتھ بھی یہی کریں تو تب ہم ان کے ساتھ وہی کرسکتے ہیں جو انہوں نے ہمارے ساتھ کیا ۔“

(۴)آگ سے سزا دینے کی ممانعت ختم ہوجاتی ہے :

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((لَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ))
(مسند احمد،ج:۳۲،ص۲۴۳،رقم الحدیث:۱۵۴۵۷)

”اور بے شک کوئی بھی آگ سے سزانہیں دیتا سوائے اللہ کے “۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”اگر مشرکین مسلمانوں کوآگ میں جلائیں تو مسلمان بھی بدلے میں ان کو آگ میں

جلاسکتے ہیں"کے تحت نقل کیا ہے۔مسلم شریف کی حدیث میں قبیلہ عرینہ اور عکل کا واقعہ یوں مذکور ہے:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَاسًامِنْ(عُكْلٍ أَوْ) عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ شِئْتُمْ أَنْ تَخْرُجُوا إِلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَتَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَفَعَلُوا فَصَحُّوا ثُمَّ مَالُوا عَلَى الرُّعَاةِ فَقَتَلُوهُمْ وَارْتَدُّوا عَنْ الْإِسْلَامِ وَسَاقُوا ذَوْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ فِي أَثَرِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ فِي الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا))
(صحیح مسلم،ج۹،ص۸،رقم الحدیث۳۱۶۲۔صحیح البخاری،ج۱،ص۳۹۰،رقم الحدیث:۲۲۶)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ (عکل یا)عرینہ کے لوگ مسلمان ہوکر آپﷺکی خدمت میں حاضر ہوئے۔انہیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی تو نبی کریم ﷺنے انہیں مدینہ سے باہر جہاں صدقے کے اونٹ تھے،بھیج دیا کہ ان کادودھ اور پیشاب پیو اللہ شفاء عطافرمائے گا۔چناچہ چند روز میں وہ ٹھیک ہوگئے لیکن اس کے بعد انہوں نے اونٹوں کے رکھوالوں اور ان کے چراہوں کو قتل کردیا اور اسلام سے پھر گئے۔۔جب اس کی خبر رسول اللہﷺکو ملی تو آپ ﷺنے ان

کے پیچھے آدمی دوڑائے جوانہیں اونٹوں سمیت پکڑ لائے۔نبی کریم ﷺنے ان کے ہاتھ پیر مخالف جانب سے کاٹ ڈالے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروادیں (کیونکہ انہوں نے چراہوں کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا)پھر انہیں تپتے صحراء میں ڈلوادیا حتیٰ کہ وہ وہیں مرگئے"۔

امام الباجی رحمہ اللہ نے اس واقعے کے حوالے سے فرماتے ہیں :

"ان (مرتدین)نے چرواہوں کے ساتھ یہی سلوک کیا تھا۔تو اس صورت میں یہ جائز ہوا کہ ان کے اعضاء کاٹے جائیں (آگ سے)جیسا کہ انہوں نے مسلمانوں کے اعضاء کا ٹے جس طرح کے اصولِ قصاص میں ہے"۔

(المنتقی شرح الموطا،ج٣،ص١٧٢)

اس ضمن میں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ کچھ اسلاف آگ کے استعمال کو ناپسند کرتے تھے جیساکہ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"فکَرِہَ ذٰلِکَ عُمَر وَابْن عَبَّاس وَغَیْرہمَا مُطْلَقًا سَوَاء کَانَ ذٰلِکَ بِسَبَب

كُفْر أَوْ فِى حَال مُقَاتَلَة أَوْ كَانَ قِصَاصًا ، وَأَجَازَهُ عَلِيٌّ وَخَالِد بْن الْوَلِيد وَغَيْرهمَا“

(فتح البارى،ج۹،ص ۲۳۰،رقم:۲۷۹۳)

”اور اسلاف کا اختلاف آگ سے جلانے کے متعلق۔عمررضی اللہ عنہ اور ابنِ عباسرضی اللہ عنہ اس کو ناپسند کرتے تھے۔چاہے یہ اُن کے ارتداد کے نتیجے میں ہویا (اللہ کے خلاف)جنگ یا قصاص میں بھی۔اور علی رضی اللہ عنہ ،خالد ابنِ ولید رضی اللہ عنہ اور دیگر اس کو جائز سمجھتے تھے“۔

لیکن امام الشوکانی الحنفیرحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”وَقَدْ أَحْرَقَ أَبُو بَكْرٍ بِالنَّارِ فِى حَضْرِ الصَّحَابَةِ ۔وَحَرَّقَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ۔

وَكَذَلِکَ حَرَّقَ عَلِيٌّ كَمَا تَقَدَّمَ فِى كِتَابِ الْحُدُودِ “ (نیل الاوطار،ج۱۲،ص۸۳)

”اور بے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو آگ سے جلایا صحابہ]کی موجودگی میں اور خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ نے مرتدین میں سے لوگوں کو جلایا،اور علی رضی اللہ نے بھی“

اور ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

”اور یہ قوی اسناد سے روایت ہے کہ حضرت علی نے زندیقوں کو آگ لگا ئی“۔ (مجموعہ الفتاویٰ)

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ شاید حضرت علی اور حضرت خالد آگ سے جلانے کی ممانعت والی حدیث سے لاعلم تھے مگرایسا نہیں ہے ۔یہ اس لئے کہ

((عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَأُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذَلِکَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ))
(صحیح البخاری،ج۲۱،ص۲۴۱،رقم الحدیث:۶۴۱۱)

” ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ نے مرتدین کو جلایا (تو انہوں نے کہا)اگر یہ مجھ پر ہوتا تو میں نہ جلاتا اور ان کو صرف قتل کردیتا کیونکہ رسول اللہﷺ نے منع فرمایا”اور کوئی بھی آگ سے سزا نہیں دیتا کیونکہ اللہ ہی ہے جو آگ سے سزادیتا ہے“۔

مگر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ رائے معلوم ہوئی تو اس پر آپ نے یہ فرمایا:

((فَبَلَغَ ذَلِکَ عَلِیًّا کَرَّمَ اللَّہُ وَجْہَہُ فَقَالَ وَیْحَ ابْنِ أُمِّ ابْنِ عَبَّاسٍ))
(مسند احمد،ج۴،ص۳۰۷،رقم الحدیث:۱۷۷۵،بدایۃ مسند عبد اللہ بن عباس۔سنن الدارالقطنی،ج۷،ص۴۷٦،رقم الحدیث:۳۲۲۹)

"اور جب ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ اعتراض حضرت علی رضی اللہ کو پہنچا تو انہوں نے ان کی حدیث کے فہم کو قبول نہیں کیا اور قائم رہے مرتدین کو جلانے کے اپنے عمل پر اور کہا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے جملہ کے متعلق "ابنِ عباس پرافسوس!(کہ وہ اصل حکم نہ جان سکے) "۔ .

عربی زبان میں "ویح "کا لفظ کسی کے لئے تحسین و تعریف کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور کبھی کسی کے متعلق افسوس اور بے علمی کے لئے بھی بولا جاتاہے۔

اسی طرح مصنف عبدالرزاق سے یہ بات منقول حضرت عمر رضی اللہ نے جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ کی جانب سے مرتدین کے جلانے کے عمل پر تنقید کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ نے

اس کایوں جواب دیا:

((عن ہشام بن عروۃ عن أبیہ قال:حرق خالد بن الولید ناسا من أہل الردۃ ، فقال عمر لابی بکر:أتدع ہذا الذی یعذب بعذاب اللہ ، فقال أبو بکر :لا أشیم سیفا سلہ اللہ علی المشرکین)) (مصنف عبد الرزاق،ج۵،ص۲۱۲،رقم الحدیث:۹۴۱۲۔باب القتل بالنار)

”جب خالد رضی اللہ عنہ نے مرتدین کو جلایا تو عمرنے ابوبکررضی اللہ عنہ کو کہا:”کیا آپ اسے اللہ کی سزا سے سزا دینے کی اجازت دیں گے“ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:”میں اس تلوار کو کیسے ڈھانپ دوں جس کو اللہ نے کفار پر چھوڑدیا“۔

لہذاحضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ شبہ رفع ہوگیا ۔چناچہ خود حضرت عمررضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے حوالے سے امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ کا فتح قیساریہ کایہ احوال نقل کرتے ہیں کہ:

”وہ لوگ (یعنی مسلمان) قیساریہ پر روزانہ ساٹھ منجینقوں سے گولہ باری کرتے تھے“۔

چناچہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فصل إذا قتل بالسيف لم يقتص منہ إلا بالسيف لقولہ تعالی (فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ)ولأن السيف أرجی الآلات فإذا قتل بہ واقتص بغيره أخذ فوق حقہ لأن حقہ فی القتل ، وقد قتل وعذب فإن أحرقہ أو غرقہ أو رماه بحجر أو رماه من شاہق أو ضربہ بخشب أو حبسہ ومنعہ الطعام والشراب فمات فللولی أن يقتص بذلک لقولہ تعالی (وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ)ولما روی البراء رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ قال: ((من حرق حرقناه ومن غرق غرقناه))

(السنن الکبری للبيہقی ۸٬۴۳۔تفسير النيسا پوری۱/۴۱۳۔تفسير الرازی۳/٦٢)

ولأن القصاص موضوع علی المماثلة والمماثلة ممكنة بہذه الأسباب فجاز أن يستوفی بہا القصاص ولہ أن يقتص منہ بالسيف لأنہ قد وجب لہ القتل والتعذيب فإذا عدل إلی السيف فقد ترک بعض حقہ فجاز “۔

(”المہذب“١٨٦ ٬٢)

” فصل:جب کوئی تلوار سے قتل کرے تو اس سے صرف تلوار کے ساتھ ہی بدلہ لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ:”لہٰذا اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرسکتے ہو جتنی اس نے تم پر کی ہے“۔(البقرة)چونکہ

تلوار قتل کرنے کے آلات میں سے تیز ترین آلہ ہے سو اگر اُس نے اس کے ساتھ قتل کیا مگر اس سے قصاص اس کے علاوہ کسی اور چیز کے ذریعے لیا گیا تو اس سے اس کے حق سے زیادہ لیا گیا کیونکہ اس کے قتل میں تلوار کا حق ہے۔ہوسکتا ہے کہ اس نے (مقتول)کو اذیتیں دے کر قتل کیا ہو تو اگر اُس نے اُسے جلایا ہویا پانی میں غرق کیا ہو یا پتھر سے مارا ہو یا اُسے بلند جگہ سے گرایایا اسے لکڑی سے مارا ہو یا اسے حبس میں رکھا ہو اور اس سے کھانا اور پانی وغیرہ روکا ہو حتی کہ وہ مرگیا تو اس صورت میں وارث کو حق پہنچتا ہے کہ اس سے اسی طریقے سے بدلہ لے ۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے:(وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ)”ور اگر تمہیں بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی“اوراس حدیث کی وجہ سے کہ جو البراء رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے جلایا ہم اسے جلائیں گے اور جس نے غرق کیا ہم اسے غرق کریں گے“

(السنن الکبری للبیھقی ۸٫۴۳۔تفسیر النیسا پوری۴۱۳/۱۔تفسیر الرازی٦٢/٣)

اس لیے بھی کہ قصاص کی بنیاد مماثلت پر ہے اور مماثلت میں یہ اسباب بھی ممکن ہیں لہٰذا انہی اسباب کے ساتھ قصاص کا پورا کرنا جائز ہے مگر اس کے لیے تلوار کے ساتھ بدلہ لینا بھی جائز ہے کیونکہ اس (قاتل)پر تو قتل واذّیت دینا ثابت ہوچکا ہے لہٰذا اگر

وہ (مقتول کا وارث)تلوار کے ذریعے بدلہ لینے کو اختیار کرتے ہوئے اپنے بعض حقوق سے دستبردار ہوتا ہے(یعنی قاتل کو اسی طرح قتل نہیں کرتا کہ جس طرح مقتول کو قتل کیا گیا) تو یہ بھی اُس کے لیے جائز ہے“۔

امام ابن حجر رحمہ اللہ پھر امام مہلب رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

”وَقَالَ الْمُہَلَّب:لَيْسَ ہَذَا النَّہْی عَلَى التَّحْرِيم بَلْ عَلَى سَبِيل التَّوَاضُع ، وَيَدُلّ عَلَى جَوَاز التَّحْرِيق فِعْل الصَّحَابَة ، وَقَدْ سَمَلَ النَّبِیّ صَلَّى اللَّہ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ أَعْيُن الْعُرَنِيِّينَ بِالْحَدِيدِ الْمَحْمِیّ ، وَقَدْ حَرَقَ أَبُو بَكْر الْبُغَاة بِالنَّارِ بِحَضْرَةِ الصَّحَابَة ، وَحَرَقَ خَالِد بْن الْوَلِيد بِالنَّارِ نَاسًا مِنْ أَہْل الرِّدَّة “ (فتح الباری،ج۹،ص ۲۳۰،رقم:۲۷۹۳)

”یہاں پر (آگ سے جلانے سے)جو منع کیا گیا وہ بطور حرمت نہیں بلکہ اخلاقاً ہے اور یہ اس بات کے جائز ہونے پر دلالت کرتاہے کہ ”جلانا “صحابہ کاعمل تھا اور نبی کریمﷺنے لوہے کی گرم سلاخوں کو آنکھوں پر پھیرا اور ابوبکرtنے باغیوں کو جلایا جبکہ صحابہ کرام] اس وقت موجود تھے اور حضرت خالدبن ولیدtنے مرتدین کو جلایا“۔

(۵)فصلوں اور درختوں کو تبا ہ کرنے کی ممانعت ختم ہوجاتی ہے :

شریعت کی عمومی رہنمائی تو یہ ہی ہے کہ بغیر کسی ضرورت کے کھیتیوں اور فصلوں کو نہ اجڑا جائے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ :

(وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِیْ الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْہَا وَیُہْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰہُ لاَ یُحِبُّ الْفَسَادَ)
(البقرۃ:۲۰۵)

”اور جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتاہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا“۔

اسی لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے تھے:

”(بلا ضرورت)درختوں کو نہیں کاٹو ،تباہی مت مچاؤ،نہ فصلیں برباد کرو“۔

(المغنی،المبسوط،المحلی)

لیکن جب کفار ہماری کھیتیوں اورفصلوں کو تباہ کررہے ہوں اوراملاک کو برباد کررہے ہوں تو پھر مسلمانوں کو بھی اس بات کی اجازت ہے کہ وہ کفار کی کھیتیوں اور فصلوں کو تباہ کریں اور املاک کو برباد کریں تاکہ کفار اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔اس کے علاوہ اگر کفار یہ نہ بھی کررہے ہوں تو ضرورتاً مسلمانوں کے لئے ایساکرنا پھر بھی جائز ہے ۔امام ابنِ قدامہرحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَلَا يَقْطَعُ شَجَرَهُمْ ، وَلَا يُحَرِّقُ زَرْعَهُمْ ، إلَّا أَنْ يَكُونُوا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ فِي بِلَادِنَا ، فَيُفْعَلُ ذَلِكَ بِهِمْ لِيَنْتَهُوا وَجُمْلَتُهُ أَنَّ الشَّجَرَ وَالزَّرْعَ يَنْقَسِمُ ثَلَاثَةَ أَقْسَامٍ ؛
أَحَدُهَا: مَا تَدْعُو الْحَاجَةُ إلَى إتْلَافِهِ كَالَّذِي يَقْرُبُ مِنْ حُصُونِهِمْ ، وَيَمْنَعُ مِنْ قِتَالِهِمْ ، أَوْ يُسْتَرُونَ بِهِ مِنْ الْمُسْلِمِينَ ، أَوْ يَحْتَاجُ إلَى قَطْعِهِ لِتَوْسِعَةِ طَرِيقٍ ، أَوْ تَمَكُّنٍ مِنْ قِتَالٍ ، أَوْ سَدِّ بَثْقٍ ، أَوْ إصْلَاحِ طَرِيقٍ ، أَوْ سِتَارَةِ مَنْجَنِيقٍ ، أَوْ غَيْرِهِ ، أَوْ يَكُونُونَ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ بِنَا ، فَيُفْعَلُ بِهِمْ ذَلِكَ ، لِيَنْتَهُوا ، فَهَذَا يَجُوزُ ، بِغَيْرِ خِلَافٍ نَعْلَمُهُ .
الثَّانِي: مَا يَتَضَرَّرُ الْمُسْلِمُونَ بِقَطْعِهِ ، لِكَوْنِهِمْ يَنْتَفِعُونَ بِبَقَاءِهِ لِعَلُوفَتِهِمْ ، أَوْ يَسْتَظِلُّونَ بِهِ ، أَوْ يَأْكُلُونَ مِنْ ثَمَرِهِ ، أَوْ تَكُونُ الْعَادَةُ لَمْ تَجْرِ بِذَلِكَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَدُوِّنَا ، فَإِذَا فَعَلْنَاهُ بِهِمْ فَعَلُوهُ بِنَا، فَهَذَا يَحْرُمُ ؛ لِمَا فِيهِ مِنْ

الْإِضْرَارِ بِالْمُسْلِمِينَ .
الثَّالِثُ: مَا عَدَا ہَذَیْنِ الْقِسْمَیْنِ ، مِمَّا لَا ضَرَرَ فِیہِ بِالْمُسْلِمِینَ ، وَلَا نَفْعٌ سِوَی غَیْظِ الْکُفَّارِ ، وَالْإِضْرَارِ بِہِمْ ، فَفِیہِ رِوَایَتَانِ ؛ إحْدَاہُمَا ، لَا یَجُوزُ ؛ لِحَدِیثِ أَبِی بَکْرٍ وَوَصِیَّتِہِ ، وَقَدْ رُوِیَ نَحْوُ ذَلِکَ مَرْفُوعًا إلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلِأَنَّ فِیہِ إتْلَافًا مَحْضًا ، فَلَمْ یَجُزْ ، کَعَقْرِ الْحَیَوَانِ .وَبِہَذَا قَالَ الْأَوْزَاعِیُّ ، وَاللَّیْثُ ، وَأَبُو ثَوْرٍ .وَالرِّوَایَۃُ الثَّانِیَۃُ ، یَجُوزُ .وَبِہَذَا قَالَ وَمَالِکٌ ، وَالشَّافِعِیُّ ، وَإِسْحَاقُ ، وَابْنُ الْمُنْذِرِ.قَالَ إِسْحَاق:التَّحْرِیقُ سُنَّۃٌ ، إذَا کَانَ أَنْکَی فِی الْعَدُوِّ ." (المغنی،ج۲۱،ص۱۱۰،مسئلۃ:۷۵۸۴)

”کفار کے درخت نہیں کاٹنے چاہییے،نہ ان کی فصلیں جلانی چاہییے،جب تک وہ ہماری زمینوں میں یہ نہ کریں،(اور اگر وہ ایسا کریں)تو پھر ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرنا چاہییے ،تاکہ یہ رک جائیں(دوبارہ کرنے سے)اور بنیادی طور پر درخت اور فصلوں (کے احکامات)کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(ا)۔۔۔ وہ جس کا جلانا ضروری ہے ،جیسا کہ وہ جوان کے قلعوں کے نزدیک ہو اور دشمن کے خلاف لڑنے میں رکاوٹ ہو،یا مسلمانوں کو معذور کرتی ہو(ان پر حملہ کرنے سے)یا ان کو کاٹنے کی ضرورت پڑے راستے کو چوڑا کرنے کی وجہ سے ،یا جنگ میں مدد کے لئے ،یا راستہ صحیح کرنے کے لئے ،یا منجنیق وغیرہ کو چھپانے کے لئے (وغیرہ وغیر)یا اس جیسی اور چیزیں

،یاکفار ہمارے درختوں اور فصلوں کو تباہ کریں تو پھر ان کے
ساتھ بھی یہی کیا جاسکتا ہے تاکہ ان کو روکا جاسکے اور اس کی
اجازت ہے بغیر کسی اختلاف کے جس کو ہم جانتے ہوں۔

(۲)۔۔۔وہ جس کے کاٹنے(تباہ کرنے)سے مسلمانوں کو نقصان
پہنچے:یہ اس لئے کہ اس کے باقی رہ جانے سے جو فائدہ
مسلمانوں کو پہنچتا ہے، یا اس کے سائے سے،اور اس پر پھل اور
اناج کے کھانے سے،جیساکہ عام طور پر ہوتا ہے،اور اس سے
مسلمان اور کفار کے بیچ نزاع نہ پیدا ہوتا ہو،تو اگر ہم ان درختوں
کو کاٹ دیں یا جلادیں تو ہوسکتا ہے کہ وہ بھی ہمارے ساتھ ایسا
ہی کریں۔تو یہ منع ہے مسلمانوں کو ممکنہ نقصان پہنچنے کی وجہ
سے۔

(۳)۔۔۔ اور جو ا ن دونوں کے علاوہ ہو:وہ جس سے مسلمانوں کو
نہ فائدہ پہنچتا ہواور نہ نقصان،سوائے یہ کہ اس سے کفار کو
نقصان پہنچتا ہو یا وہ غضبناک ہوتے ہوں،تو اسکے سلسلے میں
دو رائے ہیں۔۔۔

(الف)۔۔۔اسکی اجازت نہیں ہے کیونکہ حضرت ابوبکرtکی وہ
حدیث اور اس جیسی اور روایت شدہ مرفوع(حدیثیں)رسول اللہ ﷺ
سے،اور اس لئے بھی کہ یہ غیرضروری تباہی ہے تو اسکی اجازت

نہیں جیسا کہ جانوروں کو مارنا (بلاوجہ اس کی اجازت نہیں)اور یہ رائے امام اوزاعیرحمہ اللہ ،اللیثرحمہ اللہ اور ابو ثوررحمہ اللہ کی ہے۔

(ب)۔۔۔اسکی اجازت ہے اور یہ رائے امام مالک،امام شافعی،امام اسحق اور ابن منذرکی ہے۔ابن اسحاقرحمہ اللہ کہتے ہیں "جلانا "نبی کریم ﷺکی سنت ہے،جب ایسا کرنا دشمن کے لئے زیادہ نقصان دہ ہو"۔

ان تمام دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ایسی صورت جس میں کفار ہماری مال واملاک کوبرباد کریں اور عورتوں بچوں کاتواترکے ساتھ قتل عام کریں اور ان کی ہلاکت کا کوئی شمار نہ کرسکتا ہو تو ہم اس چیز کو ایک "ضرورت "کے طور پر استعما ل کرسکتے ہیں۔جیسا کہ ابنِ قدامہ کے الفاظ پہلے بھی گزرچکے ہیں:

"وَلَا يَقْطَعُ شَجَرَہُمْ ، وَلَا يُحَرِّقُ زَرْعَہُمْ ، إلَّا أَنْ يَكُونُوا يَفْعَلُونَ ذَلِکَ فِي بِلَادِنَا ، فَيُفْعَلُ ذَلِکَ بِہِمْ لِيَنْتَہُوا ۔۔۔۔۔۔ فَہَذَا يَجُوزُ ، بِغَيْرِ خِلَافٍ نَعْلَمُہُ" (المغنی،ج۲۱،ص۱۱۰،مسئلة:۷۵۸۴)

"کفار کے درخت نہیں کاٹنے چاہئے ،نہ ان کی فصلیں جلانی

چاہئیے ،جب تک وہ ہماری زمینوں میں یہ نہ کریں،اور اگر وہ ہمارے شہروں میں ایسا کریں تو ہمیں بھی ان کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہییے ،تاکہ ان کو روکا جاسکے۔۔۔ اس کی اجازت ہے بغیر کسی اختلاف کے جس کو ہم جانتے ہوں۔ “

شیخ ناصر بن فہد فک اللہ اسرہ فرماتے ہیں نائن الیون کے واقعہ کے حوالے سے ”معاملہ بالمثل “پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اگر وہ سب مظالم جو امریکہ پچھلی کئی دہائیوں سے مسلمانوں پرتوڑرہا ہے،ہماری نگاہوں کے سامنے رہیں تو اس نتیجے تک پہنچتے دیر نہیں لگتی کہ امریکہ پر عام تباہی مسلط کرنے کیلئے محض ”معاملہ بالمثل“ (یعنی: زیادتی کے برابربدلہ لینے) کا اصول ہی بطور دلیل کافی ہے، مزید دلائل کی ضرورت نہیں۔۔۔!بعض بھائیوں نے امریکی اسلحے سے، بالواسطہ یا بلا واسطہ مارے جانے والے مسلمانوں کے اعداد و شمار جمع کئے ہیں۔ یہ تعداد تقریباً ایک کروڑتک پہنچتی ہے۔جب کہ امریکی بموں، میزائیلوں اور گولہ بارود سے بھسم ہونے والی مسلمانوں کی اراضی کا ٹھیک سے احاطہ کرنا تو اللہ کے سوا کسی کے لئے ممکن نہیں۔ افغانستان اور عراق میں امریکہ نے جو تباہی پھیلائی اس کا حال بھی ہمارے سامنے ہی ہے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد وہ بھی ہے جو امریکی حملوں کے نتیجے میں اپنے گھر بار چھوڑنے

پر مجبور ہوئی۔۔۔چنانچہ اگر امریکیوں پر کوئی ایسا بم گرایا جائے جس سے ان کے ایک کروڑ لوگ مارے جائیں اور ان کی اتنی ہی زمینیں جل کر راکھ ہو جائیں جتنی انہوں نے مسلمانوں کی جلائیں، تو ایسا کرنا بالکل جائز ہو گا اور اس کے جواز کے لئے "معاملہ بالمثل "کے علاوہ مزید کوئی دلیل درکار نہیں۔ اضافی دلائل کی ضرورت تو تب پڑے گی اگر ہم اس تعداد سے زیادہ امریکی مارنا چاہیں!"
("حکم استخدام أسلحہ الدمار الشامل ضد الکفار "باب دوم للشیخ ناصر بن فہد)

(اقتباس : "عزت اور ذلت کا آصل معیار"۔)

پوری کتاب پڑھنے کے لئے :

:Down load for Unicode link

https://www.box.com/s/0b978c4f0d8fdcab6cf2

:Download for PDF

http://www.mediafire.com/download/at0nfun4dlxqkn3/Izzat_Wa_Zillat_Ka_Asal_Mayar.pdf